# مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد یوسف انور حفظہ اللہ تعالیٰ

ہمارے جگری دوست اور مسلک اہلحدیث کی متاع عزیز مولانا محمد اسحٰق بھٹی 22 دسمبر کی صبح قریباً 90 برس کی عمر میں ایک دو روز علالت کے بعد قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

14 دسمبر سوموار کی شب ان سے فون پر بات ہوئی سردی کی شدت کی وجہ سے ان کی طبیعت اور خیریت دریافت کی تو فرمانے لگے کہ مولانا عبداللہ گورداسپوری مرحوم آج کل کی سردیوں میں کہا کرتے تھے کہ بچے اور بوڑھے اس موسم میں رضائی کا مال ہوتے ہیں۔ہم دونوں نے قہقہے لگائے ان کی ہشاش بشاش گفتگو اور معمول کے مطابق لطائف بھری باتوں سے مجھے حوصلہ ہوا کہ بھٹی صاحب نے ماشاء اللہ اپنے اوپر بڑھاپا غالب نہیں ہونے دیا مگر وہ ''گذر گئی گذران'' میں ایک جگہ لکھتے ہیں'' میری عمر کا یہ آخری دور ہے بچپن گیا' جوانی گئی کہولت کا دور بیت گیا' اب بڑھاپا اپنا سفر تیزی سے طے کر رہا ہے یہ بھی ختم ہونے والا ہے' جب پہلے دور نہ رہے جو اس سے کہیں مضبوط تھے تو یہ کمزور اور لڑکھڑاتا دور کب تک رہے گا۔''

فون پر پندرہ بیس منٹ ان سے گپ شپ رہی' میں دو تین ہفتوں بعد اکثر انہیں فون کر لیتا تھا۔کبھی وہ یاد فرما لیتے تھے اور بعض اوقات ہمارے مشترکہ عزیز دوست رمضان یوسف سلفی کی معرفت دعا وسلام ہو جایا کرتی تھی۔بھٹی صاحب مجھے کہنے لگے کہ ''اہلحدیث'' کے ایک پچھلے شمارہ میں آپ کا مضمون ''غزنوی چشمہ فیض'' پڑھ کر ارادہ کر لیا ہے کہ جس طرح روپڑی خاندان پر کتاب لکھی ہے اسی طرح غزنوی خاندان پر بھی مستقل کتاب لکھوں گا میرے پاس اس موضوع پر کافی مواد موجود ہے لیکن وما تشاء ون الا ان یشاء اللہ

بھٹی صاحب نے مزید بتایا کہ ''چمنستان حدیث'' میں جن موجودین علماء کے متعلق نہیں لکھ سکا

ان کے بارے میں ''بوستان حدیث'' میں لکھ چکا ہوں جس کا مسودہ تیار ہے۔ ان کی اس بندہ ء عاجز کے ساتھ محبت اور دیرینہ گہرا تعلق تھا۔ کہ ''چمنستان حدیث'' میں مستقل باب کی صورت میں میرا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

اڑھائی تین ماہ قبل جب انہیں جامعہ سلفیہ میں استقبالیہ دیا گیا اوران کی خدمات جلیلہ پر ایوارڈ پیش کیا گیا تو ان سے یہ آخری بالمشافہ ملاقات تھی' انہوں نے خوش کن خطاب فرمایا جس سے طلباء واساتذہ اور شرکائے تقریب خوب محظوظ ہوئے اس موقع پر ان کی تازہ ضخیم تصنیف ''چمنستان حدیث'' کی رونمائی کی گئی۔

بھٹی صاحب سے پہلی ملاقات 5 اپریل کے آغاز میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کی سالانہ کانفرنس منعقدہ دھوبی گھاٹ ہوئی تھی جس کی صدارت مولانا سید محمد اسماعیل غزنوی نے فرمائی تھی۔

مولاا سید محمد داؤد غزنوی امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث کا معمول تھا کہ کسی بڑے پروگرام میں شرکت کیلئے وہ ایک روز پہلے تشریف لے آتے تھے خاص طور پر مرکزی کانفرنس میں ان کا یہ انداز تھا چنانچہ مولانا غزنوی کانفرنس سے ایک روز قبل شام کے وقت فیصل آباد تشریف لائے آپ کے ہمراہ ایڈیٹر الاعتصام مولانا محمد اسحٰق بھٹی بھی تھے جن کی اس زمانے میں بھرپور جوانی تھی ابوالکلامی داڑھی مونچھ اور سفید کرتا پاجامہ کے اوپر سیاہ واسکٹ میں ملبوس بھٹی صاحب سے متعارف ہوتے ہم ''شبان اہلحدیث'' کے نوجوان بیس پچیس رفقاء کانفرنس کے انتظامات پنڈال اور اسٹیج وغیرہ کی آرائش اور ترتیب وتزئین میں مصروف تھے۔ انتظامی امور میں مولانا غزنوی نے بہت سی ہمیں ہدایات دیں۔ علماء کے قیام وطعام اور عام وخاص کی رہائش وکھانے کے سلسلہ میں کئی ایک انہوں نے اصلاحات فرمائیں۔

بھٹی صاحب کو ہم شبان اہلحدیث کی تبلیغی سرگرمیوں اور تنظیمی کارگزاریوں کی روئداد ''الاعتصام'' کیلئے بھجواتے رہتے تھے وہ ان کی جلی سرخیوں اور بڑے صحافتی سلیقے سے شائع کرتے اور بذریعہ خط وکتابت حوصلہ افزائی بھی فرماتے۔ چند سال بعد بھٹی صاحب نے داڑھی بڑھالی اور علمائے کرام کے ساتھ ان کی نشست وبرخاست اور گفتگو میں مولوی پن کچھ اجاگر ہوا جبکہ وہ جلیل القدر علماء سے فیض یاب اور درس نظامی کے فارغ التحصیل بھی تھے۔ یہاں ایک لطیفہ یاد آیا جو خود بھٹی صاحب نے سنایا کہ ایک مرتبہ مجھے مولانا محمد حنیف ندوی اس دور کے نامی گرامی صحافی اور

شاعر مولانا عبدالمجید سالک کے دفتر لے گئے انہیں ''الاعتصام'' کا تازہ شمارہ دیا اور میرے بارے میں کہا کہ یہ اس کے ایڈیٹر محمد اسحٰق بھٹی ہیں' سالک صاحب نے الاعتصام اٹھایا اور مذاقا کہا کہ یہ تو ہوا الاعتصام اور میری داڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہوئی ''حبل اللہ'' یاد رہے مولانا عبدالمجید سالک صاحب داڑھی مونچھ کے بغیر تھے ہم نے کئی بار انہیں مشاعروں میں سنا۔مشاعروں کی بلکہ صدارت بھی وہی کیا کرتے تھے۔

دراصل مخلص دوست زندگی کا قیمتی اثاثہ ہوتا ہے اور اس کی اس جہان سے رخصتی نہ صرف قلب وذہن کو ہمیشہ کے لئے مغموم کر دیتی ہے بلکہ یادوں کی ایک بھاری گٹھڑی بھی ذہن پر لاد دیتی ہے جس سے چھٹکارا حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔بھٹی صاحب کی کس کس خدمت ادبی و صحافتی' علمی وسیاسی نگارشات کا تذکرہ کیا جائے ان کی بہت بڑی دینی خدمت ''فقہائے ہند'' کئی جلدوں میں مشتمل ہے برصغیر ہندو پاک کے بلند مرتبت علماء وصلحاء کی سیرت وسوانح پر نصف صد کے قریب ضخیم معلوماتی تصانیف کہ جن کو ایک مرتبہ پڑھنا شروع کریں تو آخر تک پڑھے بغیر طبیعت سیراب نہیں ہوتی۔ان کی تحریروں کی روانی اور شگفتگی اور مختلف ادوار کے حالات وظروف میں علمائے اسلاف کی علمی وتدریسی تگ وتاز اور ان کٹھن راہوں میں مشکلات ومصائب اور طویل ترین اسفار کا مستند تذکار کرنے میں کمال قلم چلایا ہے یہی وجہ ہے جمعیت احیاء التراث الاسلامی کویت کی طرف سے ایک بڑے علمی و دینی اور رفاعی اجتماع میں بھٹی صاحب کو ''مورخ اہلحدیث'' کے خطاب سے نوازتے ہوئے ایک یادگار شیلڈ عنایت کی اس کام میں ہمارے فاضل دوست مولانا عارف جاوید محمدی کی کاوش خاص طور پر قابل ستائش ہے۔

بھٹی صاحب نے نوخیز علماء اور اہلحدیث کی نئی نسل کے لئے اپنے اسلاف کی محنتوں اور دینی جدوجہد کی تنظیمی کارگذاریوں سے آگاہی کا بہت سا مواد اپنی گراں قدر تصانیف میں بیان فرما دیا ہے ہمارے اکابر اور اسلاف نے دعوت وارشاد کے سلسلہ کی جو مذہبی وسیاسی جماعتیں قائم کیں اور بڑی بڑی برصغیر کی تحریکوں میں سرفہرست اور سرفروشانہ کردار ادا کیا ان کی تفصیلات و کوائف کو دلچسپ اور خوبصورت پیرائے میں حوالہ قرطاس کیا ہے۔

پھر اس کے ساتھ ہی ان فضیلت مآب شخصیات کے کردار وسوانح کو بھی تحریر میں لایا گیا ہے

گویا بھٹی صاحب نے شاعر کی زبان میں اپنا مطمع نظر یوں بنالیا تھا۔

ہم پرورش لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گذری ہے رقم کرتے رہیں گے

ہمارے ممدوح مرحوم بھٹی صاحب اگرچہ علمی خاندان سے تعلق نہیں رکھتے تھے لیکن ان کے آباؤاجداد میں دینی صالحیت اور زہد وتقویٰ نمایاں تھا۔ بھٹی صاحب کو بچپن سے مطالعہ کا شوق تھا جو انہیں لڑکپن ہی میں ''مرکز الاسلام لکھوکے'' لے آیا۔ یہ مسلک اہلحدیث کا قدیمی ادارہ اور قرآن وسنت کی تعلیمات کا گہوارہ تھا۔ جہاں انہیں مولانا محمد علی لکھوی اور مولانا عطاء اللہ حنیف اور مولانا عطاء اللہ لکھوی جیسے اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا جن کی تعلیم وتربیت اور مولانا محی الدین لکھوی و مولانا معین الدین لکھوی جیسے ہم سبق کی رفاقت نے انہیں کندن بنا دیا۔ یہاں تحصیل علم کے بعد تدریسی خدمات بھی کیں۔ بعض سیاسی تحریکوں میں حصہ لینے کی بنا پر قید و بند کی صعوبتیں کی برداشت کیں۔ یہاں تک کہ تقسیم ملک کے موقع پر دیگر مہاجرین کی طرح بے سروسامانی کی کیفیات میں لاہور آ گئے۔

لاہور میں بقول بھٹی صاحب نئی منزل اور نئی راہیں آتی گئیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث کی تشکیل پر حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور مولانا اسماعیل سلفی کی صحبت و برکات اور راہنمائی میں مرکزی دفتر کے ناظم دفتر بھی رہے۔ اور پھر نیم سرکاری ادارہ ثقافت اسلامیہ سے بھی منسلک رہے۔ یہاں مولانا محمد حنیف ندوی جیسے بلند مرتبت اور علمی دنیا کی اونچی شخصیات کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے ان کی صلاحیتیں کہاں سے کہاں تک بڑھتی رہیں اس کا اندازہ ان کی تصانیف اور نگارشات سے ہوتا ہے۔ اس زمانے میں روزنامہ امروز بڑا مقبول اخبار تھا جس میں ہر دوسرے تیسرے روز بھٹی صاحب کے علمی وادبی اور سیاسی کالم ہم پڑھتے تھے۔

65ء کی جنگ کے دنوں میں ریڈیو پر حضرت سید ابوبکر غزنوی اور مکرم مولانا محمد اسحٰق بھٹی کی تقریروں کو عوام میں بڑی پذیرائی حاصل رہی۔ ''الاعتصام'' کے اس دور کے پرجوش اور جہادی سپرٹ ابھارنے والے اداریئے۔ اسی طرح ملکی تحریکوں پر تبصروں اور مسلکی تبلیغ پر مشتمل ادارتی تحریریں ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بلاشبہ بھٹی صاحب اردو زبان وادب کے ایک صاحب طرز ادیب اور خاص اسلوب نگارش کی حامل شخصیت تھے۔ ان کے قلم سے کافی

مقدار میں تاریخی و تحقیقی کتابیں اور بیشمار مقالات زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ کسی بات سے ناراض ہو کر ''الاعتصام'' کو چھوڑ کر اپنا ایک جریدہ ''سہ روزہ ''منہاج'' کے نام سے نکالا' ان دنوں وہ اور ہمارے دوست قاضی محمد اسلم سیف میرے غریب خانہ پر تشریف لائے اور منہاج کی اشاعت بڑھانے اور خریدار لگانے کیلئے توجہ دلائی تو میں نے ان کے قیام کے دوران شہر میں بیس تیس خریدار بنائے۔ لیکن چند ماہ منہاج چلا اور وہ دوبارہ ''الاعتصام'' میں آ گئے اور بعدہ کچھ مدت ''اہلحدیث'' کے مدیر اعلیٰ بھی رہے۔ مجھے ان کے ساتھ ''اہلحدیث'' کے ادارتی عملہ میں شامل ہو کر کام کرنے کی سعادت حاصل ہے۔ اس دوران کئی جماعتی نشیب و فراز آئے مگر ان کی محبتوں اور خوشگوار ملاقاتوں میں کوئی فرق نہ آیا۔

مولانا محمد اسحٰق بھٹی یارانہ نبھانے اور دوستوں کی خوشیوں غمیوں میں شامل ہونے کے لئے تصنیفی مصروفیات میں سے وقت نکال لیتے' فیصل آباد میں ان کے ہم عمر اور بے تکلف دوستوں کا ایک گروپ تھا جن میں مولانا محمد اسحٰق چیمہ' مولانا محمد صدیق مولانا عبیداللہ احرار اور قاضی محمد اسلم سیف خاص طور پر قابل ذکر ہیں' وہ جب بھی لاہور سے اپنے گاؤں منصور پور ڈھیسیاں (جڑانوالہ) آتے تو فیصل آباد ان دوستوں کو ملنے کے لئے اکثر آتے' مولانا عبیداللہ احرار کی دکان پر یا پھر مولانا محمد اسحٰق چیمہ کی دکان پر محفلیں برپا ہوتیں۔ لطائف و ظرائف ہوتے' جماعتی سیاسیات اور ملکی احوال زیر بحث رہتے۔ اور علوم اثریہ میں علمی اجلاس ہوتے جن میں مولانا محمد حنیف ندوی' مولانا عطاء اللہ حنیف اور بھٹی صاحب لازمی شرکت کرتے۔ اب نہ وہ علمی شخصیات ہیں اور نہ وہ ماحول ہے بس نفسانفسی کا دور ہے بھٹی صاحب کے دنیا سے جانے کے بعد اب تو بالکل ہی اداسی کا سماں ہے آغا شورش کاشمیری کی زبان میں۔

یا رب وہ ہستیاں کہاں بستی ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں

بہر حال ہمارے بزرگ دوست مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمہ اللہ علیہ کی نگارشات اور کتب کثیرہ ایک زندہ یادگار بن کر آنے والی نسلوں کے لئے نمونہ عمل رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات قبول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں صالحین واسلاف کے ساتھ اکٹھا فرمائے۔ (آمین)